نارجیلستانِ فاروق کالج

اِداریہ

صدائے تیشہ کہ برسنگ میخورد دگراست
خبر بگیر کہ آوازِ تیشہ و جگر است

مرزا جانِ جاناں مظہرؒ کا یہ شعر میرے سولہ سالہ جدّ و جہد کی ہنگامہ آرائیوں کی عکاسی کر رہا ہے۔ یہ صوفی منش شاعر ایسے ہی ہوتے ہیں کہ کسی کے دل کی دھڑکن اور ذہن کی چیخ و پکار کو الفاظ میں ڈھال کر چغلی کھایا کرتے ہیں۔ شعبۂ اردو سال بہ سال زینت کاکُل اور گیسوئے اردو کو ہمکنار کر کے حسنِ سولہ سنگار آشکار کرنے کی جوں جوں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا رہا قدم قدم پہ ایک روح فرسا آواز آتی رہی ؏

اُمید نہ رکھ دولتِ دُنیا سے وفا کی

حالانکہ رہبرِ قوم سیفی صاحب مرحوم کا یہ اعلان زبانِ زدِ خواص رہا ہے کہ "جب تک اردو، عربی اور اسلامی تاریخ کے شعبہ رُو بہ ترقی رہیں گے۔ فاروق کالج بھی ارتقائی منزلیں طے کرتا رہے گا" اس اُمید افزا فقرے کا سلبی پہلو بھی واضح کر دیا گیا تھا مگر افسوس کے ساتھ شعبۂ اُردو کو کہنا پڑتا ہے کہ ؏

حریف اپنا سمجھ رہے ہیں مجھے خدایانِ خانقاہی

کیونکہ اس خانقاہِ علم و ادب میں تمام شعبوں کو پھلنے اور پھولنے کی سہولت مہیّا کی گئی حتّٰی کہ نو وارد شعبے بھی آگے بڑھ گئے مگر شعبۂ اُردو کو جامد صامد اور ساکت بنا کر چھوڑ دیا گیا۔

اُردو کی بلند آواز کسی قصرِ قیصر یا ایوانِ کسریٰ کی مرہونِ منّت کبھی نہیں رہی ہے۔ اس صبر آزما دور میں بھی زندگی کے ہر موڑ پہ اُردو کی رنگینی، جاذبیت اور شیرینی عام کی جانے لگی اس سعیٔ مسلسل کا چھتناک استقبال بھی ہوتا رہا۔ چراغ سے چراغ جلنے لگے۔ ایوانِ کالج کی کور ذوقی سے بے نیاز ہو کر ؎ سرزمیں اگر تنگ ہے تو کیا فضائے گردوں ہے بیکراں۔ اُردو کے ابتدائی مکتب و مدارس میں ملنے لگے۔ سینکڑوں کی تعداد میں اُردو کے نغمہ خوان پیدا ہو گئے۔ جا بجا بزمہائے اُردو کی تشکیل ہو گئی مگر یہاں

گلہ ہے مجھ کو نظامت کی کور ذوقی سے
سمجھتی ہے مری محنت کو محنتِ فرہاد

(اقبال) بہ ترمیم خفیف

فسادِ قلب و نظر کی ستم کاری کا نتیجہ یہ نکلا کہ حقائق بے پردہ نہ ہو سکے۔ حریفانہ کشاکش سے دل لرزنے لگا۔ اندر سے یہ ہوک سی اُٹھی کہ یہاں بے سود ہے بھٹکے ہوئے خورشید کا پرتو، ہنگامہ خیزیوں سے دامن بچائے رکھا۔ خلوت میں جلوت کی دل کشی پیدا کر لی۔ اس شمعِ محفل کی طرح جسے لگا جو سب سے جُدا اور سب کا رفیق ہے۔ چھچھ گیری ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ ملازمت کے سوا اور کوئی کام ہو نہیں سکتا۔ ؎

ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی را

حریف اپنا سمجھ رہے ہیں مجھے خدایانِ خانقاہی
انہیں یہ ڈر ہے کہ میرے نالوں سے شق نہ ہو سنگِ آستانہ

مگر دنیا والے نہ خاموش رہتے ہیں اور نہ کسی کو خاموش رہنے دیتے ہیں۔ میرے جذبات کو جھنجھوڑنا شروع کیا تو یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ

غریبِ شہر ہوں میں سُن تو لے مری فریاد
کہ میرے سینے میں کلی ہیں قیامتیں آباد

قلمی نام

نام رکھنے کے رجحانات پر مختلف نظریات کارفرما ہوتے ہیں ۔ ملک، گاؤں، خاندان، فن یا کوئی نئی دُھن ہوتی ہے جس سے نام کا تعلق کسی نہ کسی طرح رہتا ہے یا اپنے دور کی کسی مشہور یا تحریک سے تعلق کا خیال رہتا ہے مگر آج کل چند لوگ ایسے بھی ہیں جو بے معنی نام رکھ دیتے ہیں اور اس مسمّی کے مستقبل کا خیال بھی نہیں کرتے ۔ آج کا بچّہ کل کا جوان آدمی ہوتا ہے ۔ اگر کسی کا نصیبہ جاگ اٹھے تو اپنے رکھے ہوئے نام پر غور کرتا ہے اور اس نام کو اپنی شخصیت اور صلاحیت کے معیار پر نہیں پاتا تو شرم و ندامت سے نام چھپائے چھپاتا ہے یا بدل دیتا ہے ۔ اسی لئے رسولِ مقبول ؐ نے فرمایا کہ بچّوں کا اچھا نام رکھنا والدین کی اہم ذمہ داری ہے تاکہ اپنے مستقل معاشرہ میں نادم نہ ہو جائے۔ بچوں کے نام سے نفسیاتی طور پر اس کے اخلاق و عادات بھی متاثر ہوتے ہیں ۔ تاریخ و حدیث کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صحابۂ کرام کے اسمائے گرامی ان کی جوانی بڑھاپے میں بھی بدل دئے تھے جو اصلی نام سے بالکل الگ ہوا کرتا تھا ۔

تاریخ و ادب میں آج بھی ایسے سینکڑوں نام ملتے ہیں جن کی خوبصورتی کی پرچھائیوں میں اُن کے اصلی نام گم ، ڈوبے ہوئے ہیں جن کے درمیان کوئی تعلق بھی نظر نہیں آتا ۔ حالانکہ صدیوں سے آسمانِ شہرت پر جگمگا رہے ہیں اور ایسے نام علم و ادب کے ہر فن میں پائے جاتے ہیں ۔ مثلاً شیخ عطار، مولانا رومی، علامہ تفتازانی، حضرت تبریز، شیخ جنید، امام بخاری، امام ترمذی، ابن عربی، باقلانی، ابن خلکان، امام غزالی وغیرہ سینکڑوں اسمائے گرامی پائے جاتے ہیں ۔

اردو ادب کے سینکڑوں علمبرداروں کے اصلی نام بھی عرف، تخلص، یا قلمی نام کے پردوں میں گم ہو گئے ہیں ۔ لہٰذا اس مقالہ میں ہم اردو ادیب و شعراء کے چند ایسے قلمی نام گنوائیں گے جن سے اُن کے اصلی ناموں کا پتہ نہیں چلتا ۔

قلمی نام	اصلی نام
اثر دہلوی	امداد علی
اثر لکھنوی	مرزا جعفر علی خان
آبرو دہلوی	شاہ نجم الدّین
ادیب میلسوری	شاہ ابوالحسن (مصنف غازی اعظم)
آزاد	محمد حسین (مصنف آبِ حیات)
آزاد	ابوالکلام سیّد محی الدّین
آزاد	جگن ناتھ
اظفر بنگلوری	مولانا عبدالحی (مصنف جنان السیر و فیض الباری)
اشک	محمد علی قلی خان (مصنف داستان امیر حمزہ)
اعلیٰ	امین الدین (دکنی قدیم کا ادیب شہیر)
آغا حشر کاشمیری	ذکی الحسن
افسر میرٹھی	حامد الباری
بحری بیجاپوری	قاضی محمود
برق	غلام جیلانی (مصنف دو اسلام)
برق	جوالا پرشاد
بیخود دہلوی	سیّد وحید الدین
بیدی	کنور مہندر سنگھ بیدی

قلمی نام	اصلی نام
پریم چند	دھنپت رائے
پطرس	احمد شاہ بخاری
تاج	سید امتیاز علی (مصنف ڈرامہ انارکلی)
تاج دکنی	محمد کبیر
تسلیم لکھنوی	احمد حسین امیر اللہ
ثاقب لکھنوی	مرزا ذاکر حسین قزلباش
ثاقب	احسن اللہ خاں
جوش دہلوی	سلطان حیدر
جوش ملیح آبادی	شبیر حسن
جوش ملسیانی	لبھو رام
جگر مراد آبادی	علی سکندر
چکبست	برج نرائن
حاجی لق لق	عطا محمد
حزیں دکنی	محمد علی شوستری
حسرت موہانی	فضل الحسن
حسرت کاشمیری	چراغ حسن
حسین لکھنوی	سید صادق علی
خلیل بنگلوری	محمد عبد الحسین
دبیر	مرزا سلامت علی
دل شاہجہاں پوری	حکیم سید ضمیر حسین
ذوق	محمد ابراہیم
رسمی دکنی	کمال خان
رفعت گلبرگوی	سید مبارز الدین
رفعت سروش	سید شوکت علی
زور حیدرآبادی	سید محی الدین

ساحر لدھیانوی	عبد الحی
سالک	عبد المجید خان
سبقت	مہتاب رائے
سرور	رجب علی
سرور	آل احمد
سروری	عبد القادر
سحر	ابو محمد
سلیم	وحید الدین
شاد	نریش کمار
شبلی بی۔کام	عبد الرحیم
شفیق	لالہ لچھمی نرائن
شوق	نواب تصدق حسین
شیخ جیون	محبوب عالم دکنی
شیفتہ	نواب مصطفٰی خان
صبا	مرزا وزیر علی
صاحب جی	امۃ الفاطمہ
صفی لکھنوی	علی نقی
صوفی بنگلوری	مولوی عبد القادر
ضیغم	نواب عبد اللہ خاں
طباطبائی	حیدر علی
ظ۔ انصاری	ظل حسین نقوی
ظہیر کاشمیری	غلام دستگیر
عزت دکنی	حسن علی (مصنف مفرح القلوب)
عاصی نلونگلی	محمد علی مہکری
عبرت	میر ضیاء الدین
عرش ملسیانی	بال مکند
عزلت دہلوی	عبد الولی

قلمی نام	اصلی نام
عشرت	غلام علی
عشرتی دکنی	سید محمد
عنوان چشتی	افتخار الحسن
غمگین	میر سید علی
فراق دہلوی	سید ناصر حسین
فراق گورکھپوری	رگھوپتی سہائے
قائم	مرزا قیام الدین
قتیل شفائی	اورنگ زیب خان
کرم	غلام ضامن
مخمور جالندھری	گوربخش سنگھ

قلمی نام	اصلی نام
محوی صدیقی	مولوی محمد حسن
مہر	حاتم علی بیگ
منٹو	سعادت حسین
ماہر القادری	منظور حسین
نسیم میسوری	نواب محمد حسین علی
نخشب جارچوی	اختر عباس
وامق جونپوری	احمد مجتبیٰ
ہوس	مرزا محمد تقی خان
میانہ دلتی	محمد علی خان
یگانہ چنگیزی	واجد حسین

تربیت

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوزِ دماغ
علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
اہلِ دانش عام ہیں، کم یاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ
شیخِ مکتب کے طریقوں سے کشادِ دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ

ترجمانِ حقیقت ڈاکٹر اقبال